قاری سعید الرحمن

آخری چار دِن

یہ ۱۳/اکتوبر ۷۷ء جمعرات کا دن تھا' حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے ساتھ ان کے دورۂ قاہرہ کے انتظامات کے سلسلہ میں ایک دفتر جانا تھا۔ راستہ میں عرض کیا کہ: میں آپ سے جلد رخصت ہو جاؤں گا' اس لئے کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری آج کراچی سے تشریف لا رہے ہیں' ان کے استقبال کے لئے ایئر پورٹ جانا ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا: بہت اچھا۔ میں اپنے ایک دوست پیر عبدالقیوم شاہ کی کار میں ایئر پورٹ گیا' کچھ دیر بعد معمولی تاخیر سے جہاز آ گیا۔ حضرت بنوری مع اپنے صاحبزادہ محمد بنوری اور رفیق سفر مولانا تقی عثمانی تشریف لائے۔ مسکراتا ہوا باوقار چہرہ، طبیعت ہشاش بشاش' متانت اور روحانیت کا عجیب امتزاج۔

چونکہ جہاز کی آمد میں کچھ تاخیر ہوگئی تھی' اس لئے حضرت نے از راہِ شفقت فرمایا کہ: اتنی انتظار کر کے تم نے بڑی تکلیف کی' حالانکہ تکلیف کیا؟ حضرت کی تشریف آوری ہمیشہ ہماری خواہشوں اور مسرتوں کا باعث ہوتی' کیا معلوم تھا کہ یہ سفر حضرت کا آخری سفر ہے اور اس سفر کا اختتام مسرت کی بجائے رنج والم، فراق وفغان پر ہوگا۔

آپ چونکہ اسلامی مشاورتی کونسل میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے' اس لئے سرکاری گاڑی لینے کے لئے آئی تھی' میں اپنے ساتھی پیر عبدالقیوم صاحب کی گاڑی میں بیٹھنے لگا۔ حضرت نے فرمایا: نہیں' ہمارے ساتھ بیٹھو اور آئے ہوئے سرکاری نمائندوں کو دوسری گاڑی میں بیٹھنے کو فرمایا۔ یہ صرف حضرت کی محبت وشفقت کا اظہار تھا جو قدم قدم پر حاصل رہی۔ اسلام آباد جاتے ہوئے مختلف ہلکی پھلکی بات چیت ہوتی رہی۔ اسلام آباد کی مین روڈ پر جب بھی کار موڑ پہنچتی تو حضرت اس منظر کی بڑی تعریف فرماتے۔ بارہا فرمایا کہ: مرحوم صدر ایوب خان ایک صاحب ذوق انسان تھے' اسلام آباد ان کے حسن ذوق کی نشانی تھی۔ ساڑھے دس بجے کے قریب ہم گورنمنٹ ہاسٹل اسلام آباد پہنچے۔ کمرہ نمبر ۳ حضرت کے لئے منتخب کیا گیا۔ حضرت کی طبیعت میں نفاست اور

قریب آخری دورہ پڑا، جو جان لیوا ثابت ہوا۔ اس موقع پر موجود ڈاکٹروں نے دوا دینی چاہی، مگر بقول اس وقت موجود اسٹاف کے حضرت نے فرمایا کہ ''ہمیں تو مہمان لینے کے لئے آگئے ہیں۔ اب دوائی بس کریں اور ہم تو چلے۔'' یہ کہہ کر ذرا بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھا اور السلام علیکم کہہ کر قبلہ کی طرف منہ کرلیا اور اپنے محبوب حقیقی سے اس کی راہ میں اس کے دین کی تڑپ اور جدوجہد میں جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہسپتال کی طرف سے پہلے اطلاع مارشل لاء حکام اور پھر جسٹس محمد افضل چیمہ صاحب کو ملی اور ان کے ذریعہ سے ہم سب کو اطلاع ملی، چنانچہ ہم سب ہسپتال پہنچے۔ لغاری صاحب اور ڈاکٹر عبدالصمد صاحب پہلے ہسپتال پہنچ گئے تھے، سب مدارس میں اطلاع دے دی گئی۔ راولپنڈی اور دوسرے شہروں میں اطلاع کا کام قاری محمد یعقوب صاحب کے سپرد کردیا۔ حضرت کی میت جامعہ اسلامیہ لائی گئی۔ تدفین کے بارے میں مشورہ ہوا۔ کچھ حضرات کی رائے آبائی شہر پشاور میں تدفین کی تھی۔ کراچی جس میں حضرت نے اپنا آخری اور زرین دور گذارا ہے اور جہاں حضرت کی امیدوں کا مسکن مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن ہے، اطلاع دی گئی اور تدفین کے بارے میں ان سے مشورہ ہوا۔

مدرسہ نیوٹاؤن کے اساتذہ کرام اور مسجد کمیٹی نے باہمی مشورہ سے مدرسہ میں قبر کی جگہ کا انتخاب کیا، ڈھائی بجے کے جہاز سے روانگی طے پائی، اسی مناسبت سے تجہیز و تکفین کا انتظام کیا جارہا تھا، پہلے ایک بجے نماز جنازہ کا اعلان کیا، راقم اور لغاری صاحب پی آئی اے میں روانگی کے انتظامات اور دوسرے سلسلوں میں کچھ دیر مصروف رہے، ریڈیو سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر کا اعلان بارہ بجے سے مسلسل ہوتا رہا، جہاز میں ۴ اور پھر ۵ بجے تک تاخیر کی وجہ سے نماز جنازہ میں تاخیر کردی گئی اور بعد ظہر ۳ بجے کا اعلان کردیا گیا۔ راولپنڈی، اسلام آباد اور قرب وجوار کے شہروں سے متعلقین پہنچنا شروع ہوگئے۔ علماء، صلحاء اور اتقیاء کا عجیب مجمع تھا، ہر شخص عالم اضطراب میں تھا۔ اس اچانک حادثہ کی وجہ سے ہر شخص ساکت و صامت حیرانگی سے ایک دوسرے کو تسلی دینے کی کوشش کررہا تھا کہ غم کسی ایک کا نہ تھا، بلکہ پوری ملت اسلامیہ کا تھا، ہر شخص تعزیت کا مستحق تھا۔

علماء اس لئے تعزیت کے مستحق کہ ان کی صفوں کا سپہ سالار داغ مفارقت دے گیا، طلباء اس لئے کہ ان کا مربی اور مشفق نہ رہا، عوام اس لئے کہ ان کا رہنما اور بے لوث خادم اسلام دنیا سے منہ موڑ چکا تھا۔ صوفیاء اس لئے کہ سوز وگداز کا مجسمہ آج ان میں نہ رہا، جدید طبقہ اس لئے کہ مسائل حاضرہ کا اسلامی حل پیش کرنے والا اللہ کے حضور پہنچ گیا، ایک صحافی کی کیفیت ابھی تک ذہن میں ہے۔ وہ جامعہ اسلامیہ کے مین گیٹ کے ساتھ کھڑے ہوئے رو رہا تھا۔ میرے پوچھنے پر اس نے کہا کہ: مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہم یتیم ہوگئے۔ میرے خیال میں اس صحافی کو ایک آدھ مرتبہ ہی کہیں حضرت سے ملاقات ہوئی ہوگی، لیکن محبت کا یہ عالم۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دینے میں مولانا عبدالرشید صاحب، مولانا عبدالستار صاحب، مولانا محمد رمضان صاحب اور قاری محمد

یعقوب صاحب، مولانا نثار اللہ صاحب، مولوی محمد بشیر صاحب مدرسین جامعہ اسلامیہ نے شرکت کی۔ نماز ظہر سے قبل بڑا اجتماع ہوگیا۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب (اکوڑہ خٹک) کو بھی ٹیلی فون پر اطلاع دے دی گئی' وہ بھی تشریف لے آئے تھے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب (سرگودھا) مولانا غلام اللہ خان صاحب، مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، مولانا محمد ایوب جان بنوری، مولانا محمد شریف (ملتان) کے علاوہ گوجرانوالہ، لائل پور، جہلم، گجرات، پشاور، کیمبل پور ہزارہ کے سینکڑوں علماء وصلحاء جنازہ میں پہنچ گئے تھے۔

نماز ظہر سے قبل مولانا غلام اللہ خان صاحب نے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی وعلمی زندگی پر پردرد انداز میں روشنی ڈالی۔ ٹھیک تین بجے مولانا عبدالحق صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی' آدھ گھنٹہ تک لوگ دیدار کرتے رہے۔ ڈھائی بجے تابوت بند کردیا گیا۔ ۴ بجے ایئرپورٹ روانہ ہوئے۔ کراچی جانے والوں میں راقم، برادر مکرم مولانا محمد تقی صاحب، عزیز محمد بنوری، مولانا محمد ایوب جان صاحب بنوری، عزیز خالد بنوری، جناب سردار میر عالم خان صاحب لغاری اور ڈاکٹر عبدالصمد صاحب شامل تھے۔ جہاز سوا چھ بجے راولپنڈی سے روانہ ہوا۔ کیا یہ عجیب معاملہ ہے' جن فضائی راستوں سے اللہ کا یہ مجاہد ہزاروں میل اسلام کی سربلندی کے لئے سفر کرتا رہا' آج وہی جہاز حضرت کی میت کو لئے ہوئے اڑتا جارہا تھا۔ قرانی آیت ''وما تدری نفس ماذا تکسب غداً وما تدری نفس بای ارض تموت '' کا مشاہدہ ہورہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو شہادت کے مرتبہ سے نوازنا تھا کہ غریب الوطنی میں خدا کے دین کے لئے سفر اور وہیں اپنے یہاں بلاوا۔

۸ بجے کراچی جہاز پہنچا۔ ہزاروں انسانوں کا ہجوم آج امنڈ آیا تھا' ہوائی جہاز تک ایمبولینس کا انتظام تھا' تابوت اس میں رکھا گیا۔ حضرت کے خصوصی خدام اس میں سوار ہوئے' سینکڑوں موٹروں کا جلوس پھیلا ہوا مدرسہ نیوٹاؤن کی طرف رواں دواں تھا۔ کراچی کے لوگوں کی عقیدت ومحبت کا اندازہ میں نے اس دن لگایا۔ لوگ ایمبولینس کو ہاتھ لگاتے اور دھاڑیں مار مار کر روتے تھے۔ ۹ بجے مدرسہ نیوٹاؤن پہنچے۔ تابوت کو گھر لے جایا گیا اور میت مبارک کو تابوت سے نکال کر دیدار کرایا گیا۔ نیوٹاؤن مسجد کا صحن اپنی وسعت کے باوجود لاکھوں عقیدت مندوں کے لئے تنگ ہوگیا تھا۔ ساڑھے نو بجے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جائے قبر کا انتخاب اساتذہ، مدرسہ اور مسجد کمیٹی کے مشورہ سے مدرسہ کے دارالاقامہ کے مغربی حصہ میں کیا گیا' جس مدرسہ کی تعمیر وترقی میں حضرت نے زندگی کا اہم دور صرف کیا۔ آج اسی کے ایک گوشہ میں آرام فرمارہے ہیں۔

ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی.